

دوہرے معیارات اور بے گھری کی کہانی

اسرائیل-فلسطین تنازع ایک گہری جڑیں رکھنے والی جدوجہد ہے جو تاریخی طنزیات اور عصری نا انصافیوں سے نشان زد ہے، جو تشدد اور بے گھری کے ایک چکر کو جاری رکھتی ہیں۔ یہ مضمون چار کلیدی موضوعات کا جائزہ لیتا ہے: فلسطین کا تاریخی کردار جو نازیوں کے ظلم سے بھاگنے والے یہودی تارکین وطن کے لیے پناہ گاہ فراہم کرتا تھا، مگر خود بے گھری کا سامنا کرنا پڑا؛ صیہونی نیم فوجی دستوں اور بعد میں اسرائیل کی طرف سے دہشت گردی کا استعمال جبکہ دوسروں کو دہشت گرد قرار دینا؛ انسانی حقوق کے وہ اصول جو اسرائیل کے قیام کو ممکن بناتے تھے مگر اب فلسطینیوں کے خلاف توڑے جا رہے ہیں؛ اور 1947 کے اقوام متحدہ کے تقسیم کے منصوبے کی نا انصافی، جس کے بعد اسرائیل کی غیر قانونی توسیع ہوئی۔ یہ موضوعات دوہرے معیارات، اخلاقی تضادات، اور قانونی خلاف ورزیوں کا ایک نمونہ ظاہر کرتے ہیں جو فلسطینی حقوق کو کمزور کرتے ہیں اور منصفانہ حل کی ضرورت کو اجاگر کرتے ہیں۔

فلسطین بطور پناہ گاہ، اب بے گھر

1930 اور 1940 کی دہائیوں میں، نازی جرمنی نے یہودیوں کو بے دخل کیا، 1935 کے نورمبرگ قوانین کے تحت ان کی شہریت چھین لی، اور 1938 کے انشلوس کے بعد ظلم و ستم کو بڑھایا۔ جولائی 1938 میں فرینکلن ڈی روزویلٹ کی شروع کردہ ایویان کانفرنس پناہ فراہم کرنے میں ناکام رہی: 32 ممالک نے شرکت کی، لیکن صرف ڈومینیکن ریپبلک اور کوسٹاریکا نے نمایاں تعداد (بالترتیب 100,000 اور 200 خاندان) قبول کرنے کی پیشکش کی، جبکہ امریکہ اور برطانیہ نے کوٹہ بڑھانے سے انکار کیا۔ محدود اختیارات کے ساتھ، بہت سے یہودیوں نے برطانوی مینڈیٹ فلسطین کا رخ کیا، جہاں برطانوی مینڈیٹ نے 1917 کے بالفور اعلامیے کے تحت ہجرت کو آسان بنایا۔ 1933 سے 1939 تک، 120,000 سے زیادہ یہودی آئے، اور 1947 تک یہودی آبادی 33 فیصد (1.9 ملین میں سے 600,000) تک پہنچ گئی۔ اس تناظر میں، فلسطین نے یہودی پناہ گزینوں کو قبول کیا اور بچایا جب دنیا کے بیشتر حصوں نے ان سے منہ موڑ لیا۔

آج، یہ تاریخ صیہونی بیانیے سے الٹ دی گئی ہے کہ ”کوئی ملک فلسطینیوں کو قبول نہیں کرنا چاہتا۔“ 7 اکتوبر 2023 کے حماس کے حملے اور غزہ میں اسرائیل کی جوابی مہم کے بعد سے، اقوام متحدہ کے اندازوں کے مطابق 1.9 ملین فلسطینی (2.1 ملین میں

سے) بے گھر ہوئے ہیں۔ ہیومن رائٹس واچ (HRW) ان کارروائیوں کو جنیوا کنونشنز کے تحت جنگی جرم، زبردستی منتقلی کے طور پر دستاویز کرتا ہے، جس میں انخلاء کے احکامات، محفوظ زونز پر حملے، اور غزہ کی 70 فیصد رہائش کی تباہی شامل ہے۔ اسرائیلی حکام، جیسے وزیر خزانہ بیزالیل سموٹریچ، نے غزہ کے باشندوں کے لیے ”رضاکارانہ ہجرت“ تجویز کی ہے، جس کا مطلب ہے کہ ان کی بے گھری تنازع کو حل کر دے گی۔ یہیانیہ اردن، چلی، اور جرمنی جیسے ممالک میں 6 ملین فلسطینی تارکین وطن کو نظر انداز کرتا ہے، اور اس حقیقت کو کہ اسرائیل کی ناکہ بندی اور غزہ کی سرحدوں (مثال کے طور پر، فتح کراسنگ) پر کنٹرول فلسطینیوں کو نکلنے سے روکتا ہے، نہ کہ بین الاقوامی خواہش کی کمی۔ طنز واضح ہے: اسرائیل، جو جزوی طور پر ان پناہ گزینوں سے بنا جو فلسطین میں پناہ مانگتے تھے، اب فلسطینیوں کو زبردستی بے گھر کرتا ہے جبکہ دعویٰ کرتا ہے کہ کوئی اور انہیں قبول نہیں کرے گا، جو بین الاقوامی قانون (یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس، آرٹیکل 13) کے تحت ان کے وطن میں رہنے کے حق کی خلاف ورزی ہے۔

دہشت گردی کی تسلسل

صیہونی نیم فوجی دستوں ای آدن اور لیہی نے برطانوی مینڈیٹ کے دوران ایسی حربوں کا استعمال کیا جو آج دہشت گردی کے طور پر درجہ بندی کی جائیں گی، جس کا مقصد برطانویوں کو بے دخل کرنا اور ایک یہودی ریاست کو محفوظ بنانا تھا۔ ای آدن، جس کی قیادت میناخیم بیگن نے کی، نے 1946 میں کنگ ڈیوڈ ہوٹل پر بمباری کی، جس میں 91 افراد ہلاک ہوئے (41 عرب، 28 برطانوی، 17 یہودی)۔ 1948 میں دیر یاسین قتل عام، جو ای آدن اور لیہی نے کیا، نے 100 سے زیادہ فلسطینی دیہاتیوں کو ہلاک کیا، جس سے بڑے پیمانے پر فرار ہوا اور ناکہ شدید ہوئی۔ دیگر کارروائیوں میں 1947 میں برطانوی سارجنٹس کلیمورڈ مارٹن اور میروین پاپس کی پھانسی، عرب بازاروں میں بم دھماکے، اور 1946 میں روم میں برطانوی سفارتخانے پر بمباری جیسے بین الاقوامی حملے شامل تھے۔ لیہی نے 1944 میں لارڈ مومن اور 1948 میں اقوام متحدہ کے ثالث فولک برنارڈوٹ کو قتل کیا، مؤخر الذکر ممکنہ طور پر اسرائیلی ریاست کی شمولیت کے ساتھ۔ یہ افعال—شہریوں کو نشانہ بنانا، خوف پھیلانا، اور سیاسی مقاصد کا تعاقب—عصری دہشت گردی کی تعریفات (اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 49/60، 1994) سے مطابقت رکھتے ہیں۔ بیگن، جس پر MI5 نے £10,000 کا انعام رکھا تھا، بعد میں اسرائیل کا وزیراعظم (1977-1983) بنا اور لیکوڈ پارٹی کی بنیاد رکھی، جو آج بن یامین نیتن یاہو کی قیادت میں ہے۔

اس کے بعد سے، اسرائیل نے ایسی کارروائیاں کیں جو اس تشدد کی عکاسی کرتی ہیں، اکثر خود دفاعی طور پر پیش کی جاتی ہیں لیکن دہشت گردی یا بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزیوں کے طور پر تنقید کی جاتی ہیں۔ 2006 میں، اسرائیل نے بیروت-رفیق

حریری بین الاقوامی ہوائی اڈے پر بمباری کی، شہری ڈھانچے کو ہدف بنایا اور ہزاروں کو پھنسا دیا، جس کی HRW نے فوجی ضرورت کے فقدان کی وجہ سے مذمت کی۔ 1973 میں، اسرائیل نے لیبیا عرب ایئر لائنز کی پرواز 114 کو مار گرایا، جس میں 113 میں سے 108 افراد ہلاک ہوئے، ایک ایسا عمل جو بین الاقوامی سول ایوی ایشن آرگنائزیشن (ICAO) نے غیر قانونی قرار دیا۔ اسرائیل نے 2001-2002 میں غزہ کے یاسر عرفات بین الاقوامی ہوائی اڈے کو بھی تباہ کیا، جو 2007 کی ناکہ بندی کے تحت فلسطینیوں کی نقل و حرکت پر وسیع پابندیوں کی علامت ہے۔ تاہم، اسرائیل حماس کے رہنماؤں کو دہشت گرد قرار دیتا ہے، انہیں قتل کے لیے نشانہ بناتا ہے۔ مثال کے طور پر، اسماعیل ہانیہ تہران میں (جولائی 2024) اور یحییٰ سنوار فرج میں (اکتوبر 2024)۔ جبکہ اپنی تاریخ کو نظر انداز کرتا ہے۔ حماس، جسے امریکہ اور یورپی یونین نے دہشت گرد گروہ نامزد کیا ہے، نے اسرائیلی شہریوں پر حملہ کیا، لیکن غزہ میں اس کا سیاسی کردار اور بیانات میں تبدیلی (مثال کے طور پر، 2017 کا چارٹر) کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اسے وہ جواز سے محروم کرتے ہیں جو یگن نے حاصل کیا تھا۔ یہ دوہرا معیار۔ صیہونی اور اسرائیلی تشدد کو معاف کرنا جبکہ فلسطینی مزاحمت کی مذمت کرنا۔ تنازع کے چکر کو جاری رکھتا ہے۔

انسانی حقوق: اسرائیل کو فعال کرنا، فلسطینیوں کی خلاف ورزی

انسانی حقوق کے اصول جو بینڈیٹ کے دوران برطانویوں کو محدود کرتے تھے، اسرائیل کے قیام کو ممکن بناتے تھے، لیکن وہی اصول اب اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف توڑ رہا ہے۔ برطانوی بینڈیٹ نے برطانیہ کو فلسطین کے تمام باشندوں کے شہری اور مذہبی حقوق کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا، جو ابتدائی انسانی حقوق کے اصولوں کی عکاسی کرتا تھا۔ ای پی او اور لیہی کی بغاوت کے مقابلے میں، برطانوی رد عمل محدود تھا: آپریشن شارک (1946) میں گرفتاریاں اور کرفیو شامل تھے، اور پکڑے گئے جنگجوؤں کو ایرٹریا، کینیا، اور قبرص کے کیمپوں میں جلا وطن کیا گیا، جس سے بڑے پیمانے پر تباہی سے بچا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد کی تھکن، بین الاقوامی دباؤ (خاص طور پر ہولوکاسٹ کے بعد امریکہ سے)، اور ابھرتے ہوئے انسانی حقوق کے اصولوں نے غیر متناسب قوت کے استعمال کو محدود کیا۔ غزہ میں اسرائیل کی طرح ایک زیادہ سفاکانہ رد عمل نے صیہونی تحریک کو کچل دیا ہوتا، جو 1948 میں اسرائیل کے قیام کو روکتا۔

آج، اسرائیل فلسطینیوں کے ساتھ اپنے سلوک میں ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اکتوبر 2023 سے، اسرائیل کی غزہ میں مہم نے 1.9 ملین افراد کو بے گھر کیا، 43,000 سے زیادہ کو ہلاک کیا، اور 70 فیصد رہائش کو تباہ کیا، ایسی کارروائیاں جو HRW زبردستی منتقلی، ایک جنگی جرم، کے طور پر درجہ بندی کرتا ہے۔ 2007 کی ناکہ بندی سزا دیتی ہے، جو چوتھے جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 33 کے تحت ممنوع ہے، جو ضروری اشیاء تک رسائی کو محدود کرتی ہے۔ تیسرے ممالک میں ہدفی قتل، جیسے

ایران میں ہانیہ کا قتل، خود مختاری کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے تحت غیر قانونی قتل کے بارے میں خدشات کو جنم دیتے ہیں۔ طنز گہری ہے: وہ اصول جو 1940 کی دہائی میں یہودی آبادی کی حفاظت کرتے تھے، اب نظر انداز کیے جاتے ہیں، کیونکہ اسرائیل کے اقدامات فلسطینیوں کے زندگی، نقل و حرکت، اور خود مختاری کے حقوق کو کمزور کرتے ہیں۔

غیر منصفانہ تقسیم، غیر قانونی توسیع

1947 کا اقوام متحدہ کا تقسیم منصوبہ (قرارداد 181) بنیادی طور پر غیر منصفانہ تھا، جس نے سینڈیٹ فلسطین کا 56 فیصد (14,100 کلومیٹر مربع) ایک یہودی ریاست کے لیے مختص کیا جو اقلیتی آبادی (33 فیصد، 600,000 افراد) کے لیے تھی جس کے پاس صرف 7 فیصد زمین تھی، جبکہ عرب اکثریت (67 فیصد، 1.3 ملین) کو 43 فیصد (11,500 کلومیٹر مربع) ملا۔ یروشلم کو ایک بین الاقوامی شہر ہونا تھا۔ یہودی قیادت نے اس منصوبے کو ریاستیت کی طرف ایک قدم کے طور پر قبول کیا، جبکہ عرب قیادت نے اسے مسترد کر دیا، یہ استدلال کرتے ہوئے کہ یہ خود مختاری کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ 1947-1948 کی خانہ جنگی اور 1948 کی عرب-اسرائیل جنگ نے اسرائیل کو فلسطین کے 78 فیصد (20,770 کلومیٹر مربع) تک پھیلانے کا باعث بنایا، جس نے 750,000 فلسطینیوں کو بے گھر کیا (ناکبہ)، دیر یاسین جیسے قتل عام نے اس ہجرت کو ہوا دی۔

یہ 56 فیصد اسرائیل کے لیے کافی نہیں تھا، جو اس کے بعد سے قبضے، بستیوں، اور الحاق کے ذریعے غیر قانونی طور پر پھیلا ہے۔ 1967 کی چھ روزہ جنگ نے اسرائیل کو مغربی کنارے، غزہ، مشرقی یروشلم، اور جولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کرنے کے قابل بنایا۔ 2024 کے بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ) کے مشاورتی رائے نے اس قبضے کو غیر قانونی قرار دیا، مغربی کنارے اور مشرقی یروشلم میں 700,000 سے زیادہ آباد کاروں کے ذریعے فلسطینی خود مختاری کی خلاف ورزیوں کا حوالہ دیتے ہوئے، جو چوتھے جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 49 کے تحت غیر قانونی ہیں۔ فلسطینیوں کو باقاعدگی سے بے دخلی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسے شیخ جراح میں، آباد کاروں کے لیے جگہ بنانے کے لیے۔ اسرائیل کا 1980 میں مشرقی یروشلم کو اس کی "غیر منقسم دارالحکومت" کے طور پر الحاق غیر قانونی ہے، جیسا کہ اقوام متحدہ کی قرارداد (A/RES/ES-10/24 (2024)) نے دوبارہ تصدیق کی، جو بستیوں اور علیحدگی کی دیوار کی بھی مذمت کرتی ہے۔ یہ اقدامات اسرائیل کے کنٹرول کو مضبوط کرتے ہیں، "نا قابل واپسی اثرات" پیدا کرتے ہیں جو الحاق کے مترادف ہیں، فلسطینیوں کو مزید بے گھر کرتے ہیں اور تقسیم کے منصوبے میں انصاف کے اصولوں سے متصادم ہیں۔

اسرائیل۔ فلسطین تنازع تاریخی طنزیات اور عصری نا انصافیوں سے نشان زد ہے جو گہرے دوہرے معیارات کو ظاہر کرتے ہیں۔ فلسطین نے یہودی تارکین وطن کو پناہ دی جب دنیا نے انہیں مسترد کیا، لیکن اب اسرائیل فلسطینیوں کو بے گھر کرتا ہے جبکہ دعویٰ کرتا ہے کہ کوئی انہیں قبول نہیں کرے گا، اپنے کردار کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ صیہونی نیم فوجی دستوں نے ایک ریاست بنانے کے لیے دہشت گردی کا استعمال کیا، اور اسرائیل نے بعد میں اسی طرح کے افعال۔ ہوائی اڈوں پر بمباری، ہوائی جہاز گرائے۔ جبکہ حماس کو دہشت گرد قرار دیا، باوجود بیگن کے دہشت گردانہ ماضی کے۔ انسانی حقوق کے اصول جو اسرائیل کے قیام کو ممکن بناتے تھے، اب فلسطینیوں کے خلاف توڑے جا رہے ہیں، جیسا کہ غزہ میں زبردستی منتقلی اور ناکہ بندی سے ظاہر ہوتا ہے۔ 1947 کی غیر منصفانہ تقسیم، اس کے بعد اسرائیل کی بستیوں اور الحاق کے ذریعے غیر قانونی توسیع، اس بے لھری کے نمونے کو جاری رکھتی ہے، بین الاقوامی قانون اور فلسطینی حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ یہ تضادات احتساب اور ایک ایسے حل کی فوری ضرورت کو اجاگر کرتے ہیں جو فلسطینی خود مختاری کا احترام کرتا ہو، اس تنازع کے مرکز میں تاریخی شکایات اور عصری نا انصافیوں کو حل کرتا ہو۔